

کِتَابًا مُّوَجَّلًا

وقتِ مقررہ تو لکھا ہوا ہے۔ (آل عمران: ۱۳۵)

www.KitaboSunnat.com

واپسی

اُس دنیا کی کہانی جو ایک سانس کے فاصلے پر ہے۔

عامرہ احسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

کِتَابًا مُؤَجَّلًا

وقتِ مقررہ تو لکھا ہوا ہے۔

(آل عمران: ۱۳۵)

واپسی

اُس دنیا کی کہانی جو ایک سانس کے فاصلے پر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عامرہ احسان

جملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ ہیں۔

نام کتابچہ:	واپسی
مصنفہ:	عامرہ احسان
طبع اول:	۲۰۱۴ء ، ۱۴۳۵ھ
تعداد:	(۲،۰۰۰)
کمپوزنگ:	محمد فاروق ضمیر
ٹائٹل ڈیزائن:	عاصم فاروق
ناشر:	گوشہٴ علم و فکر - اسلام آباد
پرنٹرز:	خورشید پرنٹرز، اسلام آباد
ای میل رابطہ:	quranic.guidance@gmail.com

ISBN 978-969-9734-11-3

پیش لفظ

موت، وہ منزل ہے جس سے آئے دن ہمارا گزر ہوتا ہے۔ اخبار کے صفحات پر روزانہ، ٹیلی ویژن کی سکرین پر خبروں، جنازوں کی صورت۔ گھر، محلہ، عزیز اقارب۔ لیکن اس کی حقیقت پورے سیاق و سباق کے ساتھ.....؟ موت کہاں سے آتی ہے کہاں لے جاتی ہے کی کوئی تفصیل.....؟ ہم اس پر توجہ دیتے نہیں ہیں۔ دینا چاہتے نہیں ہیں۔ حوصلہ نہیں رکھتے۔ شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دیے یا بلی کو دیکھ کر بوتر کی طرح آنکھیں بند رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک دور ہے پر ہم کھڑے ہیں۔ اختیار آج ہمارا ہے کہ ہم موت کو آسان بنا لیں آگے کی منزلوں راستوں کو خوبصورت، پرفضا، سرسبز و شاداب کر لیں یا دل دماغ آنکھیں کان بند رکھیں اور خود بخود (Automatic) وہ راستہ سامنے آ جائے جو آگ کی لپٹوں، دھوئیں اور سیاہ خوفناک گہرائیوں میں دھکیل دینے والا ہے۔ آج کی غفلت کل کی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ کتابچہ سادہ زبان میں القرآن حکیم۔ (اس روئے زمین کی سب سے سچی رہنما کتاب) اور نبی الصادق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند احادیث سے اخذ کردہ رہنمائی پر مبنی ہے۔ **وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلَ خَبِيرٍ**۔ ”تمہیں (حقیقت کی) ایسی خبر کوئی نہیں دے سکتا سوائے اس کے جو سب کچھ جاننے والا ہے!“ (فاطر ۱۴) رہے اہل دنیا۔ تو اپنی تمام تر علمی سائنسی ترقیوں کے باوجود ان کے پاس گمراہ کن شک کے سوا کچھ نہیں۔ ”بلاشبہ وہ گمراہ کن شک میں پڑے ہوئے تھے۔“ (سبا ۵۴) ”بلا تحقیق دور ہی سے تیر تگے چلاتے رہے۔“ (سبا ۵۳) ”بے تکی ہانکتے ہیں (یقینی علم کے بغیر)۔“ (الکہف ۲۲) جانتے کچھ بھی نہیں! آخرت..... آپ کا لامنتہا مستقبل! اس کا علم مغضوب و ضالین (یہودی، عیسائی۔ بحوالہ حدیث) پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اس کا واحد منبع (Source) قرآن

(خالق کی کتاب) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (میرے رب کے پیغمبر) ہیں۔ آئیے پڑھیے۔

یہ کتابچہ ایک تعارف ہے اس دنیا کا جہاں ہمیں بہت جلد واپس جانا ہے (ہمارے جد امجد وہیں سے آئے تھے) اس کی مکمل تیاری کے لیے پھر آپ کو قرآن سے اللہ سے، دامان مصطفیٰ سے اور اللہ کے منتخب بے مثل گروہ صحابہؓ (جنہیں دنیا ہی میں اللہ نے اپنی رضا کا پروانہ دے دیا) سے وابستہ ہونا ہوگا۔ دارِ ارقم سے اصحابِ صفہ کے چبوترے تک اور صحن کعبہ سے مدینہ کے روز و شب تک آنکھوں میں بسا کر، اتباع کر کے ہم یہ مختصر لیکن اہم ترین زندگی کا پہلا حصہ کامیاب گزار پائیں گے۔ اس وابستگی سے آخرت۔ اصل زندگی کی تمام تر کامرانیاں نکلتی ہیں۔ اکیسویں صدی..... اخلاق و اقدار سے تہی صدی ہے۔ گلوبل ویلج کے شہری، آخرت سے کلیتاً جاہل مغربی چوہدریوں کے اندھے اتباع اور پیروی میں اپنا قیمتی ترین مستقبل تباہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا نخواستہ وہ دن آجائے کہ۔ ”کاش تم انھیں اس وقت دیکھو جب یہ کافر گھبرائے پھر رہے ہوں گے اور کہیں بچ کر نہ جاسکیں گے بلکہ قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے۔ اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ حالانکہ اب دور نکلی ہوئی چیز (زندگی ختم ہوگئی) کہاں ہاتھ آسکتی ہے۔ اس سے پہلے یہ کفر کر چکے تھے اور بلا تحقیق دور دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔“ (سبا ۵۱-۵۳) وہاں ’اٰمنا‘ ہم ایمان لائے۔ کہنا لا حاصل ہے۔ آج کہیے..... ’اٰمنا‘ اور واپسی کی تیاری کیجیے۔ یقین رکھیے یہ منفی تذکرہ، ڈیپریشن دینے والا نہیں ہے۔ یقین اور ایمان کا نور، روشنی لیے ہوئے ہے۔ ان شاء اللہ..... اللہ ہمیں اس واپسی سے نوازے کہ ہمارے خالق، مالک کو ہم سے ملنا محبوب ہو اور ہمیں اس سے ملنا محبوب تر! (آمین)

عامرہ احسان۔ اسلام آباد

زندگی کی سب سے بڑی حقیقت

موت! کتنا بڑا جھٹکا، کتنی بڑی حقیقت! زندگی کہاں چلی گئی؟ یہ جو میرا پیارا عزیز (خون کا رشتہ، دوست، ساتھی، رز و ج) تھا بغیر پوچھے بتائے کہاں چل دیا؟

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے

کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

ہمیں صرف جدائی قیامت لگ رہی ہے۔ مگر اس سے بڑی قیامت لاعلمی کی

قیامت ہے جو آج ہمیں درپیش ہے۔ امریکہ، یورپ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ تک کے

سفر نامے پڑھ رکھے ہیں۔ سفر کی سواری (ہوائی جہاز، بحری جہاز، کوچ)، زادِ راہ،

مسافر نواز، پڑاؤ، سنگ میل، منزل ہر جگہ کے معلوم ہیں۔ مگر یہ سفر جس پردن رات کوئی

نہ کوئی اچانک، بن بتائے روانہ ہو جاتا ہے۔ ہم صرف الوداع کہنے اس اڈے پر آتے

ہیں جو اس کا گھر کہلاتا تھا۔ اب اڈہ بن چکا ہے! چھوڑنے کے لیے آنے والا ہر چہرہ

خود مسافر دکھائی دے رہا ہے۔ اداس چہرہ، اڑی رنگت، بہتے آنسو، سوچی سوچی

آنکھیں! جانے والا بے نیاز آنکھیں موندے پڑا ہے۔ اس کا سفر تو شروع ہو چکا۔

روح پرواز کر چکی۔ آگے منزلیں صرف دو ہیں۔ نجانے اسے کون سی ملی ہوگی! زادِ راہ

کتنا تھا؟ لینے کون آیا تھا؟ مسافر نوازی کیسی ہوئی..... خوشبو سے معطر یا خوف سے لرزا

دینے والی (خدا نخواستہ)؟ جس پڑاؤ پر ہم چھوڑنے رخصت کرنے آئے ہیں (قبر)

..... وہ کیسا ہوگا؟ وہ عارضی قیام گاہ..... معزز مہمان کی سی ہوگی یا کال کوٹھری کے مجرم

والی..... قصوری چکی..... قصوروں، تقصیروں کے عوض؟
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اگر ہم یہ تفصیل دل کی گہرائی تک جانتے ہوں..... کم از کم اتنا جتنا لندن، واشنگٹن یا کراچی، لاہور یا مقامی سفروں بارے جانتے ہیں تو غم جدائی بھول جائیں۔ ساری فکر جانے والے کی عافیت کی ہو۔ اگر وہ جھلمل کرتی پر رونق حسین مرغزاروں بھری جنت کا مسافر ہے..... تو..... صرف جدائی کا دکھ ہے ورنہ اس کی خوش نصیبی تو لائق رشک ہے۔ خدا نخواستہ اس کی واپسی گھاٹے، خسارے کی ہے..... دکھ، عذاب کی ہے تو جدائی کا غم چھوٹا ہے..... تنہا سفر کی ہولناکیاں مار ڈالنے والا غم ہے۔ جس میں عبرت ہے۔ اپنی فکر پڑ جانے کا مسئلہ ہے۔ یہ سبق ہم سے چھپایا گیا۔ کسی تعلیمی ادارے (ڈگریاں سندس بنانے والے!) ذرائع ابلاغ (اخبار، ٹی وی، ریڈیو..... ایف ایم)، گھروں کے اکٹھے (شای بیابان، دعوتیں) میں کسی نے بٹھا کر نہیں بتایا کہ موت کیا ہے؟ موت کے بعد کیا ہے؟ مجھے بھی مرنا ہے! اس کے لیے کیا کرنا ہے؟ بس یونہی کھیلتے کودتے، ناچتے، ڈگریاں سمیٹتے، دعوتیں کھاتے، نوکریاں کرتے ایک دن چپلیاں گھیٹتے جنت پہنچ جائیں گے؟ کوئی تیاری درکار ہے؟ ہر جگہ کا ڈریس کوڈ..... خاص لباس ہے۔ مجھے کیا کرنا ہے؟ توجہ سے دیکھئے..... دل کے کانوں سے سنئے۔ موت خود ایک استاد ہے۔ ہم سے کیا کہہ رہی ہے؟

موت سب سے بڑا درس ہے:

آئیے یہ اسباق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی سے لیں۔ آپ نے فرمایا:

”میری نگاہ عبرت (سبق اٹھانے والی) کی نگاہ ہو۔“

موت پرتذکیر کیا چاہیے! موت خود سب سے بڑی نصیحت، تذکیر، یاد دہانی ہے۔ کل تک زندگی سے بھرپور انسان۔ بھاگتا دوڑتا۔ آج خالی ڈبے کی صورت آپ کے سامنے یوں بے بس سے ایک لادکر لے جائے جانے والی جارائی! نفیس ترین، قیمتی کتاب و سنت کنی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ترین، مقابلہ بازی سے بھرپور ڈبل بیڈز، ایسی لکڑی ویسے ڈیزائن والے چھوڑ کر ایک سادہ چارپائی، جس پر نجانے پہلے کتنے لد لڈ کر گئے! ہمہ نوع لباسوں سے بھری الماریاں چھوڑ کر سادہ، ان سلی چادروں میں ملبوس۔ ڈیزائنز ویر نہیں، کوئی تخصیص نہیں، فائو شٹا دروزی بھی نہیں! اگر خاتون ہے تو تہہ در تہہ چادر، سر پر سکارف اوڑھے..... ایک بال بھی دکھائی نہ دے..... دھلا چہرہ میک اپ سے عاری، رنگوں سے بے نیاز! نا محرم کو وقت رخصت اس حال میں بھی دکھائے جانے کی ممانعت! قیمتی خوشبوؤں کی جگہ کافور۔ قیمتی ملبوسات کی جگہ کم قیمت سفید چادریں۔ بوتیک منہ تکتے رہ گئے۔ زیورات اتر کر ڈبوں میں بصد حسرت و یاس بند ہو گئے۔ سب کچھ وارثوں کا ہے۔ بھرے ڈیپ فریزر، فریج بند پڑے ہیں۔ ساتھ ایک ٹفن بھر کھانا بھی نہ جائے گا۔ گھر دو کمروں کا ہو یا دس بیڈرومزا، پرسہ دینے والوں سے بھرا ہوگا۔ مالک / مالکن چل دے گا۔ ہر کوئی گھڑی دو گھڑی چارپائی کے سر ہانے منہ لپیٹے کھڑا ہوگا۔ آنسو دو آنسو، بات دو بات، دعا کا نذرانہ حسب توفیق دے گا۔ ٹھنڈی آہ بھرے گا، چل دے گا۔ سب جھگڑے دم توڑ دیں گے۔ شوہر / بیوی، ساس / بہو، دیورانی / جھٹانی، ہمسائے، کاروباری شراکت دار!

یہ کتنی بڑی نصیحت اور سبق ہے کہ محبوب ترین رشتہ بھی روک کر رکھا نہیں جاتا۔ ادھر وہ رخصت ہوا۔ فوراً تجھیز و تکفین و تدفین کی فکر پڑ گئی۔ فوراً جنازے کا وقت طے ہو گیا۔ اعلان ہو گیا۔ فوراً قبر تیار ہونے لگی۔ تاکید بھی یہی ہے کیونکہ آپؐ نے فرمایا: 'جنازے کو جلدی جلدی لے جایا کرو اس لیے کہ اگر میت نیک ہو تو اس طرح اسے فائدے اور بھلائی کی طرف آگے بڑھا دو گے اور اگر نیک نہ ہو تو تم بری اور نقصان

والی چیز کو اپنی گردنوں سے اتارنے والے بنو گے۔' (بخاری، مسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

لہذا چارونا چار محبوب، پیارے ایک، دو، چار دن بھی تو نہیں رکھے جاتے۔ دور دراز سے آنے والوں کا بھی انتظار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہے۔ لہذا پوری زندگی کی کہانی ایک ہی دن، اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہی میں سمٹ جاتی ہے! چاہنے والے اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتاریں گے۔ مٹی اوڑھادیں گے۔ دعائیں گے، لوٹ آئیں گے۔ گھر آتے ہی (غم سے بڑھ جانے والی) تھکاوٹ سے چور ہو کر ہمت بحال کرنے کو کھانا چاہیں گے۔ میت کو تنہائی زندگی کے نشیب و فراز سے نمٹتا چھوڑ کر لوٹیں گے تو دیگوں کے منہ کھل چکے ہوں گے۔ وہ گھر جو کافور کی خوشبو دے رہا تھا اب قورے، بریانی کی خوشبو دے گا..... پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہو گی، کا منظر ہوگا۔ گھر میں چند دن تعزیتی گہما گہمی رہے گی پھر سب کچھ معمول پر لوٹ آئے گا! اگر بیوی انتقال کر جائے تو وفا شعار بیوی کے سر ہانے قبر پر ایک رات بھی اس کی تنہائی کے مداوے کو شوہر نہ بیٹھے گا۔ یہ تو مجنوں نے بھی نہ کیا ہوتا..... آخر اتنا بھی مجنوں نہ تھا! موت رشتوں، چاہتوں اور لذتوں کو منقطع کر دیتی ہے۔ انسان غم سے نکلنے کے لیے فوراً ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔ وہی شوہر اپنے بیڈروم میں سونے سے شروع میں گھبراتا ہے..... وہ مجھے ہر طرف سے آتی محسوس ہوتی ہے! وفا کا محبوب رشتہ، خوف کی چادر اوڑھ بیٹھا! نسبتاً جلدی بیوی چلی جائے تو شوہر خود دبی زبان سے کہنے لگتا ہے کہ میری تنہائی کا مداوا کرو۔ یہ گھر بچے سنبھالے نہیں جاتے۔ خالی جگہ جلد پر ہو جاتی ہے۔ باقی صرف ایک دعائیہ تذکرہ بچ رہتا ہے۔ اللہ جنت نصیب کرے۔ حق مغفرت کرے! سو وہ عورت جو اللہ کے احکام (نماز، پردہ وغیرہ) اس شوہر کی خاطر، کی وجہ سے بھلائے رہی اس کی وفا کتنی چند روزہ ہے..... واقعی انا للہ وانا الیہ راجعون اس سے بڑی تذکیر اور کیا ہوگی! جو بار بار چیز کھوجانے، بجلی چلے جانے، ہر نقصان پر کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کہنے کا حکم ہے۔

تر بیت اور یاد دہانی کا یہ سامان بھی دیکھئے کہ قبرستان پر سے گزرتے ہوئے جو دعا ہم پڑھتے ہیں، وہ سارے سبق از بر کروادیتی ہے۔ قبرستان آبادیوں کے بیچ شہروں میں ہوں یا سفر کرتے ہوئے راستوں میں۔ ہم کہتے ہیں: السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ بکم لا حقون اسأل اللہ لنا ولكم العافیة، ”سلامتی ہو تم پر اے اس بستی کے رہنے والے اطاعت گزار مومنو! ان شاء اللہ ہم بھی بہت جلد تم سے آملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ (اپنے عذاب اور غضب سے بچائے) عافیت عطا فرمائے۔“ (آمین)

صرف دعا کے الفاظ پر غور کر لیجئے۔ قبرستان ایک بستی ہے جس پر سے آپ کا گزر ہوتا ہے تو آپ انہیں اسی طرح سلام کرتے ہیں جیسے سڑک پر موجود کسی گروہ کو کرتے ہیں۔ زیر زمین حقائق سیکھئے! وہاں ایک مکمل زندگی ہے (گود نیادی زندگی سے مختلف)۔ جس کی خوشیاں بھی ہیں اور خدا نخواستہ ہولناک غم بھی۔ ہم انہیں سلام کرتے اپنے اور ان کے لیے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ پھر بڑے یقین سے یہ کہتے ہیں ان شاء اللہ! ہم بھی بہت جلد تم سے آملنے والے ہیں! کیا کہہ رہے ہیں؟ سوچئے! جب اللہ نے چاہا میں بھی جلد مر کر دفن کر دیا جاؤں گا.....! تم سے آملوں گا! یہ ہے زندگی کی حقیقت! جیسے فون پر کہہ رہے ہوں تم سوئزر لینڈ میں ٹھیک ہو.....؟ اچھا خوش رہو میں بھی ان شاء اللہ پیچھے ہی آ رہا ہوں! یہ دعا فکر و نظر کی تربیت کرتی ہے۔ ان گنت سفروں میں انسان ہر جگہ اہل قبور سے یہ کہتا چلا آتا ہے! یہ سوچتا نہیں نجانے کہاں کہاں والے میرا انتظار کر

رہے ہیں! ایک مرتبہ کوئٹہ سے لورالائی کا سفر کیا۔ سنسان، بیابان سنگلاخ پہاڑوں کے کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آڑے ترچھے راستوں میں ہر قبرستان پر یہ دعا تو پڑھی..... لیکن وہ تربیت جو ان ویرانوں میں یہ الفاظ کہتے ہوئے ہوئی آج تک دل پر نقش ہے!

اسی لیے اللہ نے تاکید فرمایا: **ولا تكونوا كالذين نسوا الله فانسهم**

انفسهم اولئك هم الفاسقون، ”اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں

نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ان کا اپنا آپ بھلا دیا اور یہی لوگ

فاسق ہیں“ (الحشر ۱۹)۔ موت کے مواقع یہ بھول دور کر دیتے ہیں۔ دل کا زنگ دور کر

دیتے ہیں جو حدیث میں بھی مذکور ہے۔ ’دل کو بھی زنگ لگتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی سے

لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ ”دلوں کا زنگ دور کرنے والی کیا چیز ہے؟“ آپ نے فرمایا کہ

”دلوں کا زنگ اس طرح دور ہوتا ہے کہ آدمی موت کو کثرت سے یاد کرے اور دوسرے

یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔“ (سمجھ کر رہنما، عمل کرنا)۔ مشکوٰۃ

آیت سورۃ الحشر میں اللہ کو بھلا دینے کا نتیجہ فسق اور نافرمانی بتایا۔ اس بھول ہی

سے دل کو زنگ لگ جاتا ہے۔ دل پر بھول کی تہہ چڑھ جاتی ہے۔ **کلاب دان علی**

قلوبہم ما كانوا یکسبون (المطففین ۱۴) ”ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر

ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔“ یہ زنگ ہماری نگاہوں پر پردہ ڈال دیتا

ہے۔ زندگی بعد موت، رب سے ملاقات اور اگلے مراحل کو بھول جاتے ہیں۔ موت پر

جانا ہمارے دل کا زنگ دھو ڈالتا ہے۔ اب المیہ یہ ہے کہ اکثر فوتیگی پر بھی خواتین

میک اپ اور پوری تیاری کے ساتھ جا رہی ہوتی ہیں۔ ایسی جگہ جاتے ہوئے دل اور

منہ دھو دھلا کر جانا چاہیے تاکہ تذکیر اندر تک اتر سکے۔ نبیؐ نے تو ہمیں پڑھایا کہ لذتوں

کو توڑ دینے والی چیز، موت کو یاد کرو۔ ہم موتوں پر بھی لباس اور خوراک کی لذت کا

اہتمام رکھتے ہیں! گھروں میں ہم موت کا تذکرہ پسند نہیں کرتے۔ سفر پر جاتے کوئی

وصیت نما جملے کہہ دے تو ہم منہ پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ کوئی اچھی بات کریں! حالانکہ موت، اپنے گھر واپسی ہے۔ ہجرت سوئے دوست! ترکِ عالم اختیار کوئے دوست..... اپنے محبوب (رب) کی طرف واپسی ہے۔ گندی میلی کچیلی، آزمائشوں امتحانوں، دھوکے فریب سے بھری دنیا چھوڑ کر اپنے دوست کے قرب میں ٹھکانہ کر لینا ہے۔ اور اگر آگے جنت ہمارے ہی لیے ہے (جیسا کہ ہر مسلمان سمجھتا ہے) تو پھر واپسی میں پس و پیش کیوں؟ مرغزاروں، راحتوں کی عافیت بھری شاندار محلات اور ٹھاٹ باٹھ والی دنیا! اور اگر جنت پکی نہیں ہے تو پھر موت یاد دلاتی ہے کہ اس کے حصول کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ..... ہیں جنتیں منتظر تمہاری!

زندگی صرف امتحان ہے:

دنیا میں بھیج کر اللہ نے بار بار زندگی کا ابتلاء، امتحان، آزمائش ہونا واضح کر دیا۔ **لنبلونکم** (ہم تمہارا امتحان لے کر رہیں گے) **لیبلوکم** (تا کہ تمہیں آزمائیں) **لنبلوہم** (تا کہ ہم ان کا امتحان لیں)۔ ہم تمہیں ضرور خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہارا امتحان لیں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے، انہیں خوشخبری دے دو۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایت ہوگی، اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں؛۔ (البقرہ ۱۵۵-۱۵۷)

یہ ہے سیاق و سباق ان اللہ..... کا۔ اللہ نے زندگی کا امتحان ہونا اور اس کے پرچے

بھی بتا دیے۔ (۱) خوف و خطر (۲) بھوک و فاقہ کشی (۳) جان کا نقصان، جسمانی

ثمرات یعنی پھل یا حاصل / Fruit of Labour ہے۔ صنعتی نقصان، ہر قسم کا معاشی

خسارہ۔ سو یہ زندگی کے پرچے ہیں!

وقت کی عدالت میں

زندگی کی صورت میں

یہ جو تیرے ہاتھوں میں اک سوالنامہ ہے

کس نے یہ بنایا ہے

کس لیے بنایا ہے

کچھ سمجھ میں آیا ہے؟

زندگی کے پرچے کے

سب سوال لازم ہیں..... سب سوال مشکل ہیں!

مال و دولت امتحان ہے۔ سب رشتے و علاقہ امتحان ہیں۔ والدین، اولاد، بہن

بھائی سب میرے امتحان کے پرچے ہیں۔ جسم و جان، اس کی قوتیں صلاحیتیں سب

پرچے ہیں۔ مناصب، گریڈ، کرسی، نوکری، ترقی، تنزل سب امتحان ہیں۔ امتحان دیا

جاتا ہے۔ پرچوں پر ناز، فخر، غرور کیسا! جیسے ایم اے انگریزی کر رہے ہو تو ناز کا ہے! کا!

فیل ہو گئے تو خالی ہاتھ شرمساری۔ مال دولت، اسباب امتحان ہیں۔ جیسے ربڑ، پنسل،

شاپنر ہیں۔ بچے پرچہ دینے کی بجائے خوبصورت چمکدار پنسل کے غرور میں کھویا رہے۔

یا امریکہ سے آئے شاپنر کی دھار ثابت کرنے کو پنسل آگے پیچھے سے گھڑ گھڑ کر دکھاتا،

شو مارتا رہے۔ باقی بچے پرچہ دے رہے ہیں۔ یہ اسباب امتحان کے فخر میں گم ہے! یا

ربڑ کی صفائی چیک کرتا رہے۔ اس کی خوشبو سونگھ کر مسحور ہو۔ دو لائین لکھے مٹا دے.....

کتاب 'دیکھو کیسا اچھا مٹا رہے!' جو لکھا مٹا رہا جو لکھا مٹا رہا! ان اشیاء کا اسباب امتحان ہونا ہی

نہیں پتہ! مثلاً گھروں کی بڑائی پر ناز کرنا ایسا ہی ہے جیسے یہ فخر کرنا کہ میرا کمرہ امتحان، تمہارے کمرہ امتحان سے بڑا ہے۔ آج کا انسان اسی بھول میں ہے۔ اسباب امتحان میں مست ہے۔ زیادہ سے زیادہ اکٹھا کرنے میں گم ہے (بیس پنسلیں، تیس ربڑ، دس رنگ برنگے شاپنر! امتحان میں صفر!)..... ’تمہیں زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ تم قبروں کو جا پہنچتے ہو۔‘ (الحکاثر ۱-۲) چنانچہ اللہ نے پہلی سورۃ میں ہی ہمیں امتحانوں کی نوعیت بتا دی۔ اسی لیے موت فوت کا سامنا ہوتے ہی انا اللہ کہا جاتا ہے کہ یہی تربیت ہے۔ ساتھ ہی بشر الصابرين..... صبر کرنے والوں کے لیے خوشخبری سنائی۔ دنیا کے تمام غم وقتی، جدائیاں عارضی ہیں۔

موت ایک ماندگی کا وقفہ ہے

یعنی آگے چلیں گے دم لے کے

آئیے اب مرحلہ واردیکھ لیں۔ اس آئینے میں جانے والے کا سفر اور منزلیں بھی

نظر آئیں گی اور ہماری تیاری بھی لگے ہاتھوں ہو جائے گی۔

موت کب آتی ہے؟

موت کا وقت مقرر ہے۔ ’کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر مرنے نہیں سکتا۔ موت

کا وقت تو لکھا ہوا ہے۔‘ (آل عمران ۱۴۵) دو باتیں اللہ نے میری کتاب زندگی، نصاب

زندگی، نسخہ زندگی (Recipe) قرآن میں بتا دیں۔ (۱) موت صرف اللہ کے حکم سے

آتی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی (انسان، جانور، حادثہ، قوت) مجھے موت نہیں دے سکتا۔

(۲) موت کا وقت لکھا ہوا ہے۔ کہاں لکھا ہوا ہے؟ جب ہم دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے

شکم مادر میں چار ماہ کے تھے تو فرشتہ روح ودیعت کرتا ہے۔ حیوانی وجود جواب تک

صورت گری کے ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا۔ صرف انسانیت سے نوازا جاتا ہے۔ اور یہ طے ہو جاتا ہے کہ اسے کتنی عمر پانی ہے۔ موت کا وقت، سال، مہینہ، دن، گھنٹہ، سیکنڈ تک متعین ہے۔ یہ ہے کتباً موجلا..... لکھا ہوا وقت۔ نہ اس مقررہ وقت سے لمحہ پہلے موت آ سکتی ہے نہ لمحہ بعد۔ اللہ کے نظام کا سیکنڈوں تک طے اور مرتب و منظم ہونا دیکھنا چاہیں تو سورج کے طلوع و غروب کے اٹل اوقات (سالہا سال کی وقت کی جنتری شائع ہوتی ہے) اور چاند کی اٹل منازل دیکھ لیجیے۔ فرشتہ بھی لیٹ نہیں ہوتا۔ وقت سے پہلے بھی نہیں آتا۔

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

بے غم ہو کر سو رہیے۔ موت کا خوف ہٹا کر تیاری کی فکر اصل بنا لیجیے۔ موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ بھی سمجھ لیجیے کہ آئی موت کو روکا، ٹالا نہیں جاسکتا۔ نہ جانے والا جانے سے انکار کر سکتا ہے نہ چاہنے والے روک سکتے ہیں۔ یہ تقدیر پر ہمارا ایمان ہمیں مطمئن اور پرسکون کر دیتا ہے۔ شیطانی وسوسوں کی حسرتیں جو ناگ بن کر جدائی کا زخم کھرچتی ہیں سب دور ہو جاتی ہیں۔ 'کاش جاتے کو روک لیتی تو حادثہ نہ ہوتا، موت نہ آتی!'، 'فلاں ہسپتال، فلاں ڈاکٹر کے لے جاتے تو نہ مرتا'۔ یہ وہ گفتگو ہے جس پر اللہ ٹوک کر حقیقت بتاتا ہے۔ (جو اس کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا..... نہ کوئی سائنس دان، نہ دانشور، نہ فلسفی و حکیم!)۔ 'اے لوگو جو ایمان لائے ہو کافروں کی سی باتیں نہ کرو جن کے عزیز و اقارب اگر کبھی سفر پر جاتے ہیں یا جنگ میں شریک ہوتے ہیں (اور وہاں کسی حادثے سے دوچار ہو جاتے ہیں) تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے نہ قتل ہوتے۔ اللہ اس قسم کی باتوں کو ان کے دلوں میں

حسرت و اندوہ کا سبب بنا دیتا ہے۔ ورنہ دراصل مارنے اور چلانے (زندگی دینے) والا تو اللہ ہی ہے۔ اور وہ تمہارے تمام اعمال دیکھ رہا ہے۔ (آل عمران ۱۵۶) یعنی یہ کافروں جیسی باتیں نہ کرو تم ایمان والے ہو! اور یہ کہ: 'ان سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے'۔ (آل عمران ۱۵۴) اور یہ بھی کہ: 'رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہر حال تمہیں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔' (النساء ۷۸) یعنی بم پروف قلعے بھی موت سے نہیں بچا سکتے۔ گاڑی ہو یا عمارت..... بلیٹ (Bullet) پروف تو ہو سکتی ہے ملک الموت پروف نہیں۔

پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلمان کی نظر سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تربیت کر دی۔ اپنی مشکلات میں اللہ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو۔ اگر تجھ پر کوئی مصیبت آ پڑے تو یوں مت سوچ کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا بلکہ یوں سوچ کہ اللہ نے یہ مقدر فرمایا۔ جو اس نے چاہا وہ کیا اس لیے کہ 'لو' (اگر) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔ (مشکوٰۃ) لہذا موت کے موقع پر (بلکہ ہر معاملے میں) اگر، مگر سے نکل آئیں۔ اللہ کے فیصلے پر سرجھکا کر راضی بہ رضا ہو جائیں۔ تقدیر سے لڑنا ممکن نہیں۔ دعا کا سہارا لیجیے: **اللهم اسألك الرضا بالقضاء**..... یا اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ میں تیرے ہر حکم، ہر فیصلے پر راضی رہوں۔ ہم خدا نخواستہ راضی نہ ہوئے جزع فزع کرتے رہے۔ اللہ سے منہ موڑ بیٹھے تو حالات تو نہیں بدلیں گے۔ حقائق جوں کے توں رہیں گے لیکن ہم شیطان کے پھندے میں پھنس کر حسرتوں، بے قرار یوں، ڈپریشن کا شکار ہو جائیں گے۔ صبر کی کوشش کریں

گے تو ان اللہ مع الصابرين اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ جہاں اللہ کی معیت ہو وہاں رحمت، سکینت، مدد نازل ہوگی۔ جہاں بے صبری ہوگی وہاں شیطان آن ٹپکے گا۔ وہ ابلیس (مایوس ہوا) ہے۔ مایوسی پھیلانے گا۔ دماغ ماؤف کر دے گا۔ امیدیں توڑ دے گا۔ دل شکستگی ہوگی۔ ہول طاری ہوں گے۔ اس سے بچنے کے لیے: 'وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ'، 'صبر و نماز سے مدد لو'۔ 'وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ'، 'اللہ سے وابستہ ہو جاؤ'۔ 'هُوَ مَوْلَاكُمْ'، 'وہی تمہارا مولیٰ ہے'۔ 'نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ نِعْمَ النَّصِيرُ'، 'کیا ہی اچھا مولیٰ (سرپرست، دوست) ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے۔' (الحج) یہ ہے جدائی کے غم سے عہدہ براء ہونے کا طریقہ۔ تقدیر پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ کی رضا کو قبول کر لینا اور اس کے دامن سے چمٹ جانا۔ سجدے اور انفرادی تلاوت قرآن میں سکینت اور صبر پانا۔ قرآن کلام اللہ ہے۔ آپ پڑھیں گے تو اللہ آپ سے ہم کلام ہو کر قرآن کی آیات سے آپ کے ایمان کی آبیاری کرے گا۔ زمنوں پر محبت کا پھاہار کھے گا۔ حرف تسلی پھوار بن کر آپ کے دکھی دل پر پڑیں گے۔ (ترجمے سے پڑھیے گا)۔

اولاد کی جدائی:

والدین کے لیے اس سے بڑا غم کوئی دوسرا نہیں۔ لیکن..... یہ جدائی عارضی ہے! غم جتنا بڑا، صبر جتنا مشکل..... اجرتا تا زیادہ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندے کی کوئی اولاد فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندے کی اولاد کی جان لے لی؟ اور وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں۔ پھر اللہ پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا اور فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اس نے تیری حمد پڑھی یعنی الحمد للہ کہا اور انا للہ وانا الیہ

راجعون پڑھا تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بنا دو اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ترمذی)

آنسو بہنے فطری ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے اور جان کنی کا عالم تھا۔ یہ رقت انگیز منظر دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: ”اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں مگر زبان سے وہی نکلے گا جو پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگا۔“ (مسلم)

نوحہ اور بین کی ممانعت:

”دو آوازوں پر دنیا و آخرت دونوں جگہ لعنت کی گئی ہے۔ ایک آواز وہ ہے جو خوشی کے موقع پر آلات موسیقی کے ذریعے نکالی جاتی ہے اور دوسری وہ آواز ہے جو مصیبت کے موقع پر غمگین (اونچی) آواز سے رونے کی ہوتی ہے۔“ (بزار بہ روایت انس بن مالکؓ)

آپؐ نے فرمایا: لوگوں کے لیے دو باتیں کفر کا باعث بنتی ہیں۔ ایک نسب کے بارے میں طعنہ زنی کرنا اور دوسری میت پر نوحہ (واویلا) کرنا ہے۔ (مسلم) ایک اور روایت میں: ”نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنی موت سے پہلے اس گناہ سے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس کا لباس پگھلائے ہوئے تانبے یا تار کول کا ہوگا اور اس کا کرتہ زنگ آلود اور خارش والا ہوگا۔“ (مسلم)

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے کا ہر پہلو

ہیں۔ غیر اسلام (جاہلیت) کے کسی طور طریقے، رسم کی گنجائش اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے نہیں چھوڑی۔ اس ملاوٹ، غیر اسلامی طریقے پر آپؐ کی ناراضگی کی شدت ملاحظہ ہو۔ 'عرب میں یہ رسم تھی کہ لوگ جنازے کے پیچھے چلتے تو اظہارِ غم میں اپنی چادر پھینک دیتے تھے۔ صرف کرتا پہنے رہتے تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو ایک بار ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا: جاہلیت کی رسم اختیار کر رہے ہو؟ میرے جی میں آیا کہ تمہارے حق میں ایسی بددعا کروں کہ تمہاری صورتیں ہی مسخ ہو جائیں۔ لوگوں نے اسی وقت اپنی چادریں اوڑھ لیں اور پھر کبھی ایسا نہ کیا' (ابن ماجہ)۔ غیر اسلامی (جاہلانہ) طریقے پر آپؐ کا غیض و غضب دیکھئے۔ نبی رحمت جانتے تھے کہ نبیؐ کی بددعا کیا معنی رکھتی ہے۔ لیکن موت فوت میں (نماز میں نہیں) ایک غیر اسلامی رسم اختیار کرنے پر آپؐ کس درجہ ناراض ہوئے! ہم اپنی برادریوں، علاقوں میں خوشی، غمی پر اختیار کی جانے والی رسومات (جس میں ہندو، عیسائی، یہودی رسوم شامل ہیں) پر غور کریں اور آپؐ کی دھمکی یاد رکھیں۔ ان مواقع کی کتنی درستگی، تزکیہ، صفائی چھٹائی درکار ہے!

ریاض الصالحین میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بے مثل صبر کا واقعہ درج ہے۔ ان کے شوہر ابو طلحہؓ سفر پر گئے۔ بیمار بچہ اس دوران وفات پا گیا۔ ابو طلحہؓ سفر سے لوٹے تو پہلے بچے کا حال پوچھا۔ بیوی نے صبر و سکینت سے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ ابو طلحہؓ کو کھانا کھلایا۔ اپنی معیت دی۔ پھر پوچھا کہ اگر کوئی چیز عاریہ کسی کو دے اور پھر واپس مانگ لے تو کیا یہ حق اسے حاصل ہے کہ وہ انکار کر دے یا روک لے؟ ابو طلحہؓ نے کہا۔ یہ حق / اختیار اسے حاصل نہیں ہے۔ تب ام سلیمؓ نے کہا کہ آپؐ کا جو بچہ اللہ کی امانت تھا وہ اللہ نے لے لیا۔ آپؐ کو چاہیے کہ صبر کریں تاکہ آخرت میں اجر کے مستحق

ہوں۔ (بحوالہ مسلم)

ہمارے معاشرے میں انتقال کر جانے والے کے قریبی رشتہ دار باپ بھائی یوں دور سے آئیں تو دروازے پر سے ہی واویلا اونچی آواز سے ہوتا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ اب فلاں آیا تو اونچی آواز سے روناق بجانب ہے! یہاں منظر برعکس ہے کیونکہ انا اللہ وانا الیہ راجعون صرف ورد زبان نہیں رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ یہ تو دور صحابہؓ کا واقعہ ہے۔ لیکن اس دور میں ام سلیمؓ کا اسوہ تازہ کرنے والی ماں بھی ہے۔ جس کے بیٹے کی افغانستان میں شہادت کی خبر آتی ہے۔ شوہر سعودی عرب میں ہے۔ انھیں اطلاع نہیں دی جاتی۔ یہ عمرے پہ خود جاتی ہیں۔ طواف کے بعد (ملاقات کے ابتدائی مراحل طے ہو چکے مگر خاموش رہیں۔ اظہار تک نہ کیا) مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر شوہر سے پوچھا۔ یہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ جواب: مقام ابراہیمؑ پر! ہاں تو بتائیے کہ ابراہیمؑ کو یہ مقام کیسے ملا۔ جب اللہ نے بیٹا مانگا تو اسماعیلؑ کو پیش کر دیا گردن پر چھری رکھ دی! آپ کو مبارک ہو اللہ نے آپ کا اسماعیل قبول کر لیا! وہ شہید ہو کر منزل مراد پا گیا۔ اس رویے کے لیے آخرت پر پختہ ایمان درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمادے۔ (آمین)

دکھ درد میں ساتھ دینا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق بتائے ان میں سے دو یہ ہیں۔ 'جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔' (مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: جس شخص نے کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کی تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا مصیبت زدہ کو ملے گا۔ (ترمذی) نیز یہ بھی کہ: 'جس نے کسی ایسی عورت سے تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو

تو اسے جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اڑھائی جائے گی۔ (ترمذی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

شاید یہ خصوصی بشارت اس لیے ہو کہ عورت کے لیے اولاد کا غم بہت بھاری ہوتا ہے۔
یہ پرسہ اس کی دلجوئی اور ڈھارس کا سامان بنتا ہے۔

موت کیسے آتی ہے؟

کسی کی وفات کی خبر سنتے ہی پہلا ردِ عمل یہ ہوتا ہے۔ انہیں کیا ہوا تھا؟ اصلاً موت کی اطلاع اپنی فکر بھی تو ڈال دیتی ہے۔ پتہ چلتا ہے انہیں دل کا عارضہ تھا۔ گردے خراب تھے۔ ہم فوراً اپنا آپ ٹٹولتے ہیں۔ ہر موت دل کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے۔ تمہارے دل جگر ٹھیک ہیں تم کہیں نہیں جا رہے! 'اُن کی عمر ۸۰ سال تھی۔ اوہ اچھا! پھر تو موت آنی ہی تھی..... لیکن میں.....؟' ابھی تو میں جوان ہوں، خود کو تسلی دے لیتے ہیں۔ ہم مطمئن ہو کر جانے والے کو رخصت کر آتے ہیں..... 'گو یا موت اوروں کے لیے مقدر کر دی گئی!' حالانکہ وفات کیسے ہوئی کا سوال یوں بہت اہم نہیں کہ موت نہ دل کے دورے سے آتی ہے نہ گاڑی کے حادثے سے۔ بلکہ اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ ہم نے دیکھ لیا کہ موت صرف وقت مقررہ پر گھڑی اور کیلنڈر کے آکر ختم جانے سے ہوتی ہے۔ اس فرد کے لیے لمحہ واپسی وقت ٹھہر گیا۔ ختم ہو گیا۔ کیلنڈر کا صفحہ، تاریخ دن پلٹنا نہیں جائے گا اور بس۔ لہذا اس سوال کی حیثیت بس اتنی ہے کہ بندہ لاہور گیا تو کوچ سے گیا، ٹرین سے گیا یا جہاز سے؟ ذریعہ سفر کیا تھا۔ سو یہی بات کہ وجہ واپسی کیا بنی.....؟ موت کا وقت آ گیا تھا بس! موت کا فرشتہ دیکھ کر ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے۔ بلڈ پریشر بھی شوٹ کرے گا۔ اعضاء کام کرنا چھوڑ ہی دیں گے۔

لینے کون آیا تھا؟

آخرت (جنت) ہمارا میکہ ہے۔ ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام وہاں کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اعمال کے بدلے۔ (النحل ۳۱-۳۲)

دوسری جانب خدا نخواستہ اللہ، رسولؐ سے بیگانہ رہ کر من مانی۔ من چاہی زندگی گزار دی۔ (’جیو جیسے چاہو یا کھالے پی لے لے جی لے‘ یعنی بھیڑ بکری ماٹو، Motto) خالق، مالک، رب..... جس کی میں ہوں اور جس کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کو بھلا دیا۔ ازل تا ابد تک پر محیط **الْحَيِ الْقِيَوْمِ** (ہمیشہ زندہ رہنے والے، ہمیشہ قائم رہنے والے) کے حکم نامے اور فرمانروائی کو ۱۴۰۰ سال پرانا کہہ کر منہ موڑ لیا تو اب واپسی کا منظر دوسرا ہے۔ لینے کے لیے رحمت کے نہیں۔ عذاب کے فرشتے آئیں گے۔ اللہ کی پولیس (زبانہ) گرفتار کرنے آئے گی۔ آج رسوائی اور بدبختی ہے کافروں (انکار کرنے والے، منکرین) کے لیے۔ ہاں، انہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں ’ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے۔ ملائکہ جواب دیتے ہیں۔‘ کر کیسے نہیں رہے تھے! اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ اب جاؤ، جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ۔ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لیے۔ (النحل ۲۷-۲۹)

تکبر شیطانی عیب ہے۔ انسانوں کے مقابل تکبر بھی مذموم ہے۔ مگر جو اللہ سے منہ موڑ لے۔ پیدا کرنے والے، رازق کو نہ پہچانے، اس کی آواز، پکار (حی علی الصلوٰۃ) پر بہرہ بنا رہے۔ اس سے برا تکبر اور کیا ہوگا؟ سو یہ اسی کی سزا ہے۔ دنیا کی سینکڑوں کتابیں پڑھ لیں۔ علوم کھنگال لیے۔ ڈگریاں سمیٹ لیں۔ ورکشاپس، ٹرینگیں کر ڈالیں۔ بس صرف خالق ہی کی ایک کتاب..... قرآن کو پڑھنے، سمجھنے کی فرصت نہ ملی؟ دنیا بھر کے مشاہیر، سائنس دان، دانشور، حکمران، سیاست دان، جرنیل جان لیے.....

پڑھ لیے..... صرف ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو جاننے، ماننے کی دلچسپی نہ ہوئی؟ امام الانبیاء، خاتم الانبیاء..... صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ نہ استوار ہوا.....؟ خطا چھوٹی تو نہیں۔ اس کا بھگتان تو دینا ہوگا۔ یہ ساری سچائیاں، حقائق گلوبل ویلج کے جاہل چوہدریوں کے پاس نہیں۔ اس حق کے وارث صرف ہم ہیں۔ کائنات کے خالق نے یہ راز (قرآن اور نبی کے ذریعے) ہمیں عطا کیا اور ہم پر فرض ٹھہرایا کہ ان پڑھ، نابلد، مادی دنیا کے اسیر انسانوں تک یہ علم حقیقی تم پہنچاؤ گے۔ ہمارا گناہ دوہرا ہے۔ خود گمراہ رہے (خدا نخواستہ) اور حق کو چھپایا۔ انتخاب کی مہلت ابھی باقی ہے۔ آج فیصلہ کر لیجیے واپس کس کے ساتھ جانا ہے؟ رحمت کے فرشتوں کے ساتھ یا عذاب کے فرشتوں کے ساتھ؟ بگنگ کروالیجیے! ابھی وقت ہے۔

موت کے وقت، واپسی کی کیفیت کا ایک منظر اور دیکھ لیجیے۔ قرآن، حدیث میں ہے۔ روح کی دنیا کا یہ سفر صرف خالق (اللہ) بتا سکتا ہے یا اس کا ذی علم رسول۔ (یہ لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا کہ اے میرے رب مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دے جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔ امید ہے میں اب نیک عمل کروں گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے..... ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ (پردہ) حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔ (المومنون ۹۹-۱۰۰)

واپسی:

موت کے وقت جانے والا بیک وقت دو دنیاؤں میں ہے۔ وہ موت کی جان کنی حق لے کر آ پہنچی۔ یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (ق ۱۸) موجودہ دنیا، عزیز رشتہ دار سامنے ہیں لیکن اس کی آنکھ اب دوسری دنیا بھی دیکھ رہی ہے۔ فرشتے آ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

چکے ہیں لے جانے کے لیے۔ وعدے کا مقرر وقت آ گیا۔ نیکو کار سے نرمی، شائستگی، عزت و احترام سے معاملہ کر کے معزز مہمان کی طرح لے کر جاتے ہیں۔ غلط کار سے سختی سے، درشتگی، تذلیل، مار پیٹ، ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں۔ 'کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اخرجوا انفسکم..... لاؤ نکالو اپنی جان..... نکلو اس ڈبے (جسم) سے باہر۔ (الانعام ۹۳)

حدیث دونوں مناظر دکھاتی ہے۔ یہ منظر صرف واپسی کا مسافر دیکھتا ہے۔ وہیں موجود باقی انسانوں سے وہ منظر اوجھل ہے۔ واپسی کا مسافر دوسری دنیا اور پردہ غیب کے پیچھے کا منظر دیکھ رہا ہے۔ بہت جلد اسے یہ دنیا چھوڑ دینی ہے۔ پردہ گر جائے گا۔ اب وہ زندگی کے پہلے حصے (Phase) سے نکل کر زندگی کے دوسرے حصے میں داخل ہو رہا ہے جہاں روح اصل ہے۔ جسم بے معنی ہے۔ موت اسے نہیں آئی، صرف اس کے جسم (ڈبے) کو آئی ہے۔ وہ خود تمام محسوسات کے ساتھ زندہ ہے۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا

ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

صور پھونکے جانے پر زندگی کا تیسرا حصہ شروع ہوگا۔ جب جانیں جسموں سے پھر جوڑ دی جائیں گی اور ہیشتگی کی زندگی حساب کتاب کے مراحل سے ہوتی ہوئی اصل ٹھکانوں پر (جنت یا خدانخواستہ دوزخ) شروع ہو جائے گی۔

نیک روح کی واپسی:

حضرت براء بن عازبؓ سے مروی طویل حدیث جسے امام احمد، ابوداؤد اور کئی دوسرے محدثین نے باسناد صحیحہ نقل کیا ہے، واپسی کے دونوں مناظر دکھاتی ہے۔ آپ نے کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فرمایا: جب بندہ مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے مثل آفتاب، نہایت روشن ہوتے ہیں۔ ان کے پاس جنت سے لایا ہوا کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ وہ مرنے والے کے قریب اس کی حدنگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ملک الموت آتا ہے اور اس کے سر ہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ کے ذکر سے آرام پائے ہوئے نفس، اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا مندی کی طرف نکل آ۔ تو روح اس طرح نکل آتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے (آسانی کے ساتھ)۔ پھر ملک الموت اس روح کو لیتا ہے اور آنکھ جھپکنے کی مدت میں (دوسرے) فرشتے اس کے ہاتھ سے روح کو لے لیتے ہیں اور اس کو اس کفن اور خوشبو میں رکھتے ہیں جو وہ جنت سے لائے ہوتے ہیں اور اس روح سے ایسی نفس خوشبو آتی ہے جو روئے زمین کی بہترین کستوری کی خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔ (دور حاضر میں کفر کے خلاف جنگوں میں شہید ہونے والوں کے خون، لباس شہادت سے ایسی ہی خوشبو اٹھنے کا مشاہدہ مسلسل کیا گیا ہے! اللہ کے وعدے سچے ہیں!) پھر وہ فرشتے اس روح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ زمین اور آسمان کے درمیان فرشتوں کی جس جس جماعت کے پاس سے وہ گزرتے ہیں اس جماعت کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اچھی اور پاک روح کون ہے؟ روح لے جانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اور اس کو بڑے اچھے تعظیمی ناموں کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ پھر ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کو اگلے آسمان تک پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ اس کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کا نامہ اعمال علیین میں لکھ دو (بلند پایہ نیک لوگوں کا دفتر!) اور پھر اس کو کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

زمین کی طرف لوٹا دو۔ کیونکہ میں نے اسی سے اس کو پیدا کیا ہے اور اسی میں لوٹاؤں گا اور اسی سے اس کو نکالوں گا۔ پس اس روح کو اس کے بدن میں لوٹایا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ پھر پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں یہ شخص کون ہے جو تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا۔ وہ کہتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے میرا بندہ سچا ہے اس کے لیے جنت کا..... بستر بچھاؤ اور اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو تو اس کو جنت کی ہو اور خوشبو آتی ہے۔ پھر حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس ایک خوبصورت آدمی پاکیزہ اور معطر لباس پہنے ہوئے آتا ہے اور کہتا ہے۔ تو خوش ہو اس چیز سے کہ حق تعالیٰ نے تیرے لیے آسانی کر دی۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ صاحب قبر پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیرے دیکھنے سے راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ تو وہ (صاحب قبر) کہتا ہے۔ پروردگار قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل و عیال کی طرف رجوع کروں۔

یہ مفصل حدیث نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے واپسی کے سفر کے تمام مراحل جو ایک نیک انسان طے کرتا ہے، بیان فرما رہے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ یہ ہماری تعلیم، اسناد، ڈگریوں کا حصہ نہیں ہے۔ اتنی بڑی حقیقت..... جسے پانے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس دوسرا نہیں، ہم سے چھپایا گیا ہے۔ لا علم، ان پڑھ، ادھورے

آدھے علم والے گوروں کا لنڈے کا نظامِ تعلیم ننھی عمروں سے رقص و موسیقی، آلاتِ موسیقی، حتیٰ کہ بچوں کو جنسی تعلیم کی گندگی تک سے لتھیڑ رہا ہے۔ لیکن اتنی اہم، اتنی ناگریز تعلیم سے ہماری نسلوں کو قصداً بے بہرہ رکھ رہا ہے! موت کیا ہے اس سے آگے کیا ہے نہیں جانتے۔ آئیے اب اسی حدیث کے تسلسل میں کافر و منافق کا احوال پڑھیں جسے حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں۔

دوسری واپسی کیسی ہے؟

’پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کافر کے مرنے کا وقت آتا ہے تو اس کی جانب آسمان سے سیاہ رو فرشتے آتے ہیں جن کے پاس دوزخ سے لایا ہوا ناٹ ہوتا ہے اور وہ مرنے والے کی حد بصر، حد نگاہ تک اس کے گرد اگرد بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آ کر اس کے سر ہانے بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اے نفس پلید نکل اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف چنانچہ روح اس کے جسم میں متفرق ہو جاتی ہے (چھپتی پھرتی ہے) اور ملک الموت اس کو (زبردستی) اس طرح کھینچتا ہے جیسے کوئی گرم سیخ کو گیلی پشم میں سے کھینچتا ہے تو ملک الموت اس روح کو لیتا ہے اور دوسرے فرشتے (سیاہ چہرے والے ملائکہ عذاب) پلک جھپکنے جتنی دیر بھی ملک الموت کے پاس رہنے نہیں دیتے اور اس کو دوزخ کا لایا ہوا لباس پہناتے ہیں۔ اس روح سے بدترین مردار جیسی بد بو آتی ہے۔ اور پھر وہ فرشتے اس کو لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ ملائکہ کی جس جس جماعت کے پاس سے وہ گزرتے ہیں اس جماعت کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کون سی ناپاک روح ہے تو اول الذکر فرشتے اس روح کا برے سے برانام لے کر جس کے ساتھ وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے یہاں تک کہ وہ

کھولے جاتے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

’ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔‘ (اعراف ۴۰) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا نامہ اعمال سچین (جیل خانے کے دفتر) میں لکھو جو سب سے نیچے کی زمین میں ہے۔ پس اس روح کو وہاں سے گرا دیا جاتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور استشہاد یہ آیت پڑھی: گویا وہ آسمان سے گر پڑا تو اس کو پرندے اچک لے گئے یا ہوانے اس کو کسی دور جگہ جا ڈالا۔ (الحج)

پھر اس روح کو اس کے بدن میں لوٹایا جاتا ہے (قبر میں) اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ اس سے کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ اس سے کہتے ہیں کہ یہ کون شخص ہے جو تمہارے درمیان مبعوث کیے گئے تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ایک پکارنے والا کہتا ہے کہ اس بندے نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ اور اس کو آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے دوزخ کی جانب دروازہ کھول دو پس اسے دوزخ کی گرمی اور لو آتی رہتی ہے اور اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر نکل جاتی ہیں۔ اس کے بعد اس کے پاس ایک شخص آتا ہے۔ نہایت بدبودار لباس پہنے بد شکل، وہ کہتا ہے تجھ کو اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے ناخوش کرنے والی ہے۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو وہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے کہ تیرا منہ تو برائی ہی برائی لاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل بد ہوں تو وہ (کافر) کہتا ہے کہ اے پروردگار قیامت قائم نہ

ابوداؤد اور مسند احمد میں حدیث، یہ دوسری واپسی..... 'ہائے ہائے میں نہیں جانتا' اور عذاب قبر کا مسلط کر دیا جانا کافر کے حوالے سے بیان کر رہی ہے۔ صحیح مسلم و صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت کردہ حدیث میں کافر اور منافق دونوں کا ایک ہی انجام بتا رہی ہے۔ اس پہلے انٹرویو میں دونوں فیل ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جواب دیتے ہیں 'میں ان کے بارے میں خود تو کچھ نہیں جانتا تھا دوسرے لوگ جو کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا'۔ آج قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیازی کل کتنی مہنگی پڑ سکتی ہے۔ کافر گورا..... جو صادق اور امین بھی نہیں۔ چاند کی سرزمین بارے جو کہتا ہے ہم قبول کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو الصادق، الامین (ابو جہل اور ابوسفیان بھی بدترین دشمنی میں آپ کی سچائی و امانت کو جھٹلانا سکے) تھے۔ زیر زمین حقائق (Underground Realities) ہمیں بتاتے ہیں۔ جنت کے باغات، دوزخ کی ہولناکیاں پچشم سرد دیکھ کر اس کی گواہی دیتے ہیں۔ قبر کا اعمال کے مطابق انجام اللہ کے رسول (Divine Sanction) ہونے کا اعتبار سے ہمیں بتاتے ہیں (جنت کا باغ یا دوزخ کا گڑھا۔ ترمذی) ہم یقین کیسے نہ کریں! مغبوط الحواس ڈارون اور بدکردار فرائد کے فلسفے قبول کریں اور ذی شان پاک نبی اللہ کی بات پر ایمان نہ لائیں؟

قبر کے سوال تو سادہ اور آسان ہیں..... جواب کیوں نہیں آیا؟

بظاہر..... تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارے کیا کہتے ہو؟ بہت سادہ سوال ہیں۔ مسلم معاشرے میں رہنے والے عیسائی سکھ کو بھی عذاب کے فرشتے دیکھ کر جواب سوچھ جانے چاہئیں۔ لیکن یہ سوال زبانی کلامی (Theoretical)

نہیں ہیں۔ یہ تمام عمل پر مبنی (Practical) سوالات ہیں۔ جس نے عملاً اللہ کو اپنا رب بنا کر زندگی گزاری ہوگی صرف وہ کہہ سکے گا کہ اللہ میرا رب ہے۔ جس نے من مانی زندگی گزاری یا معاشرے کو خدا بنا کر چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی پر عمل کیا۔ وہ نہ کہہ پائے گا کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین (طرزِ زندگی) ہے۔ جس نے گلوبل ویلج کا شہری بن کر عیسائی، یہودی، ہندو و انہ طرزِ معاشرت، طرزِ زندگی کو ہی اصل جانا، اسلام سے نہ پوچھا۔ قرآن و سنت (طرزِ زندگی کا نصاب) میں نہ جھانکا وہ نہیں جواب دے پائے گا کہ اسلام میرا دین ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے واجبی سالت اور لاعلمی زندگی بھراگر (خدا نخواستہ) رہی۔ آپ کو زندگی کا رہنما، رول ماڈل نہ بنایا تو یہ سوال بھی حلق میں اٹکے گا ہی۔ لہذا یہ سفر جو ہم میں سے ہر ایک کو اختیار کرنا ہے اس کی تیاری کا وقت آج ہے۔ سکراتِ موت سے لے کر قبر کے انٹرویو تک، مختلف منازل سے گزرنے کا زادِ راہ آج ہماری فکر بن جائے۔ یہ تمام حقائق ہم مسلمانوں کے پاس وہ امانت تھی جو ہمیں دنیا تک پہنچانی تھی۔ لیکن ہم نے تو خود بھی نہ جانا اور خزانے پر سانپ بن کر بیٹھ رہے۔ دنیا کے لاعلم ہونے کی انتہا دیکھئے۔ لیکن اس واقعے کے آئینے میں آج ہم خود مسلمانوں کی راہِ گم کردہ نسلوں کو بھی دیکھیں جنہوں نے قرآن و سنت مولوی سے ضد اور چڑ کی وجہ سے اٹھا کر بالائے طاق رکھ دیا! مولوی کا کیا باگاڑا.....؟ اپنی آخرت ہی تباہ کی۔ واقعہ یہ ہے کہ حال ہی میں اخبار میں خبر اور تصویر چھپی کہ ایک امریکی اہرامِ مصر، فراعنہ، ان کی لاشیں حنوط شدہ..... سب دیکھ کر بہت متاثر ہوا.....! اس نے اپنی موت کی تیاری کے لیے گاڑی نئی خرید لی ہے۔ اس کی پچھلی سیٹ پر لیٹ کر (بعد از انتقال) اس کی تدفین ہوگی۔ اس کے لیے گھر کے لان میں اس سائز کا گڑھا کھدوا لیا ہے۔ کیونکہ اس کا خیال ہے کہ آئندہ زندگی میں اسے سفر کے لیے گاڑی درکار ہوگی!

کیا کسمپرسی ہے کہ اسی گلوبل ویلج میں موجودہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں سے کسی کی اس تک رسائی نہ تھی کہ وہ اسے اصل حقائق سے آگاہ کر دیتا.....؟ بلاشبہ قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے پر انسان تین گروہوں میں اٹھائے جائیں گے۔ پیدل چلنے والے، سوار اور ایک قسم منہ کے بل چلنے والوں کی۔ (ترمذی) لیکن سواری یہاں سے ہاتھی، گھوڑا یا لیموزین کی ہمراہ تدفین کی صورت نہیں ہے۔ اعمال ہیں جو آخرت کا سرمایہ (Hard Cash) ہے۔ یہ سرمایہ وہاں راحتوں، سواریوں اور نعمت بھری جنت کی قیام گاہوں کا ساز و سامان فراہم کرے گا۔ فراعنہ نے اپنے ساتھ مقبروں میں غلاموں، خوراک، خزانوں کی تدفین کی جو جہالت برتی تھی وہ کسی علم کی بنیاد پر نہ تھی۔ انبیاء کی تعلیمات جھٹلا کر بغیر علم، ہدایت اور کتاب منیر خود ساختہ تصورات پر، اپنے تکبر کی بنیاد پر یہ سب کیا۔ تا آنکہ آخری فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑاتا، بے بنیاد بحث و جدال کرتا بحر قلزم میں اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت ڈوب کر مر گیا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر گردن اکڑائے ہوئے خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو راہِ خدا سے بھٹکا دیں۔ ایسے شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز اس کو ہم آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (الحج ۸-۱۰)

فرعون آخری لمحے تک حضرت موسیٰ کے اسلام اور پیغام کو جھٹلاتا، بحث کرتا، تمسخر اڑاتا رہا یہاں تک کہ وہ خود ہلاکت سے دوچار ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلا کر، ابراہیم علیہ السلام کو زندگی بعد موت کا تجربہ (البقرہ) اپنے ہاتھوں سے کروا کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر بلا کر اللہ نے ان حقائق سے روشناس کیا جو پردہ غیب کے پیچھے

ہیں۔ ان سچے انسانوں (انبیاء) کے گروہ نے ہمیں زندگی بعد موت کے تمام رازوں، علم سے آگاہ کر دیا۔ ہمارے پاس جھٹلانے کے لیے کوئی حقیقی علم، کتاب یا ہدایت کا ذریعہ (Source) ہے؟ اگر نہیں تو؟ آکسفورڈ، کیمبرج، ہارورڈ، امریکی ٹھنک ٹینکوں کے سارے اہل دانش مل کر ہمیں اللہ کی گرفت سے بچانے سے قاصر ہیں۔ یہ فرعون کی طرح اکڑتے اسلام کو جھٹلاتے طالبان، مولویوں کے نام پر طوفان کھڑے کر کے لوگوں کو بہکاتے ایک ایک کر کے قبروں میں اترتے جائیں گے۔ اپنی جہالت کے ہاتھوں خود بھی ڈوبیں گے اور برباد ہوں گے اور چلائیں گے رب ارجعون..... یارب واپس بھیج دے اور ایک دنیا کی گمراہی کا سبب بنیں گے۔ دنیا کی تعلیم، مشاغل ہمیں ہمارے اس مستقبل سے غافل نہ کر دیں جو یقینی ہے!

’ہرگز نہیں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (پھر سن لو) ہرگز نہیں تم بہت جلد جان لو گے۔ ہرگز نہیں اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس غفلت کی روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔‘ (الکافر ۳-۵)

اسی دور میں فرعون کی لاش پر تحقیق کرتا لائق فائق گورا سرجن (ڈاکٹر مورلیس بکائی) تو اسلام قبول کر گیا۔ انسانی تخلیق کے برہنہ آنکھ سے نظر نہ آنے والے حقائق کا قرآن میں ۱۴۰۰ سال پہلے کا نازل کردہ حرف بہ حرف (Exact) تذکرہ پڑھنے والا گورا (Embryologist) ڈاکٹر کیتھ مور تو ایمان لے آیا دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا لیکن خود مسلمانوں کے جم غفیر چراغ تلے اندھیرا کی مثال رہے۔ دنیاوی تعلیم کے ہاتھوں سیکولر، بے خدا زندگیاں گزار کر قبروں میں گھپ اندھیروں میں اتر گئے۔ یہ خود کشی ہے۔ اپنے ہاتھوں اپنی جنت کو جہنم زار بنا لینا۔ آج رک جائیے۔ ایمان بالآخر تازہ، پختہ کر لیجیے۔ خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارا تذکرہ ہو: ’ان سے کہو کیا ہم تمہیں

بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔ ان کی جزا جہنم ہے اس کفر (انکار، جھٹلانا) کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے (الکہف ۱۰۳-۱۰۶)

آج مہلت ہے ہم دنیا کی مشغولیات میں کھو جانا سہار (Afford) نہیں سکتے۔ قرآن میں اللہ قیامت کے سارے مناظر میں کھڑے پچھتاتے ہوئے انسان کو جا بجا دکھاتا ہے۔ سورۃ الطور میں آخرت کے منظر میں سے ایک سین دکھاتا ہے۔ 'اب بتاؤ یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا؟ جاؤ اب جھلو اس کے اندر، خواہ تم صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے۔'

آج دنیا میں مہلت ہے۔ عیش پرستی اور من مانی زندگی پر صبر کر لیں، آخرت کی تیاری کر لیں۔ ہمارے اختیار میں ہے۔ کل صبر کرنا نہ کرنا برابر ہوگا۔ انسان تڑپ تڑپ کر کہے گا۔ 'کاش ہم (انبیاء کی بات) سنتے یا سمجھتے (عقل سے کام لیتے) تو آج بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے۔ اس طرح وہ اپنے قصور کا اعتراف خود کر لیں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔' (الملک ۱۰-۱۱) 'جہنم اس روز سامنے لے آئی جائے گی اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت اس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟ وہ کہے گا کہ کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا!' (الفجر

آگے مکمل زندگی میری اور آپ کی منتظر ہے۔ اس کا سامان یہاں سے لے کر جانا ہے۔ 'الدنيا مزرعة الاخرة'..... دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو یہاں بوئیں گے وہاں کاٹ لیں گے۔ اگر دنیا میں سیب کا بیج بو کر آم کا درخت حاصل کرنا ناممکن ہے تو یہاں سینات (گناہوں) کے بیج بو کر آگے جنت کے مرغزار کیونکر ممکن ہوں گے؟ بیج ڈالنے، ہل چلانے کے دور میں گاتے بجاتے رہنے والے (جھینگٹگر اور چیونٹی کی کہانی تو پڑھی ہوگی!) محنت سے گریزاں فصل کاٹنے کے وقت خود روخار دار جھاڑیاں دیکھ کر صرف کاش (لو!) ہائے میری کم بختی (یویلتننا، یویلتنی)، وائے حسرت (یحسرتنا) پکارے گا اور یہی قرآن کے مناظر ہیں۔

مغربی، گلوبل جہالتوں سے دامن چھڑا لیجیے۔ اس مختصر (۸۰، ۹۰ سال زیادہ سے زیادہ!) سی زندگی بارے وہ جو کچھ مرضی جانتے ہوں آخرت سے قطعی جاہل ہیں۔ عین اتنے ہی جاہل جتنا ابو جہل تھا (جاہلوں کا باپ!)۔ بلکہ آج یہ اس کے بھی باپ ہیں! مثلاً ایک گوراسائنس فلشن لکھنے والا ادیب جس نے بے شمار کتابیں لکھیں..... آنرک ازمتق (Issac Azmaq) جب مرنے لگا تو لوگوں نے پوچھا 'موت کے بعد کیا ہو گا؟' دنیا کو سائنسی رنگ رنگ کہانیاں سنانے والا اب آگے جا رہا ہے۔ اس کے بعد کیا ہے؟ تمہارا کیا بنے گا؟..... خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے! کہنے لگا..... 'کچھ نہیں..... کچھ بھی نہیں! میں مر کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جاؤں گا!'..... دنیائے کیا خاک ترقی کی.....؟ صرف اس چھوٹے سے گلوب (کھربوں ایسی کہکشاؤں پر پھیلی کائنات جس کا ایک ذرہ یہ زمین ہے!) بارے 'علم' کے آسمانوں پر تھگلیاں لگاتا انسان اپنے ازل (بندر سے ترقی کر کے بنا ہوں انسان!) اور ابد سے اتنا لالعلم.....؟ یہی بات تو ۱۴۰۰ سال پہلے کا کافر بھی کہتا تھا..... 'ہیہات ہیہات لما توعدون'.....

ناممکن، ناممکن!..... بعید بالکل بعید ہے یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے۔ زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی میں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔ (المومنون ۳۶-۳۷)..... یہ قوم شمود نے جھٹلاتے ہوئے کہا تھا اور اللہ کہتا ہے..... ہم نے انہیں کچرا بنا کر پھینک دیا..... دور ہوئی ظالم قوم۔ (۴۱)

یہی کچھ قوم قریش نے کہا اور یہی زبان ہے اکیسویں صدی کے جہلاء کی! آئزک یہودی یا عیسائی ہوگا کیونکہ اس کا نام اسحاق علیہ السلام کے نام پر (آئزک) ہے۔ لیکن عیسائی ڈارون اور یہودی فرائڈ کی طرح انہوں نے انبیاء و رسل، کتابوں، آسمانی صحیفوں اور خالق و مالک کا انکار کیا۔ ہمارے ہاں مولوی کی نفرت ہوئی..... خود وہ پادریوں کی ضد میں آ کر منکر ہوئے۔ اگرچہ ان کے پادری، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے خود بدترین جہالتوں کا شکار ہو چکے تھے۔ اپنی تنگ نظری، گھٹن، آخرت فراموشی اور دنیا پرستی میں پڑ کر انہوں نے سائنس دانوں پر مظالم ڈھائے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مغربی سائنس دانوں اور اہل دانش کی گھٹی میں مذہب دشمنی ایسی پڑی کہ انہوں نے ساری دنیا میں لادینیت کی جہالت پھیلا دی۔ جب مذہب سے پیچھا چھڑایا تو ڈارون حقائق سے منہ موڑ کر تخلیق آدم کی کہانی کا منکر ہوا۔ اب اسے انسانوں کا باپ (Origin) تو درکار تھا۔ لہذا جنگلوں سے (Baboon) بندر ڈھونڈ نکالا۔ مماثلت کی بنا پر گھڑی الف لیلوی داستان (ایک خلیے سے ابتدا اور ارتقائی منازل!) بنائی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار سچے انبیاء کے بتائے Origin..... ابتدائے تخلیق کی جگہ مخلوط الحواس ڈارون (تصویر دیکھ لیجیے) پڑھا دیا گیا! رہا فرائڈ تو وہ بھی یہودی ہونے کے باوجود نیچے دروں نیچے بروں..... نہ انکارِ خدا نہ اقرارِ خدا (Agnostic) ہو کر مرا۔ طے شدہ

خودکشی کی۔ کینسر میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹر سے کہہ کر زہر کا انجکشن لگوا یا اور مر گیا۔ ناکام زندگی کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

..... بیوی بچوں سے ماوراء..... بیوی کی بہن سے عشق حرام فرماتا مر گیا۔ خود ڈیپریشن کا مریض رہا۔ اشرف المخلوقات کو جنس کا غلام بنا کر پوری نفسیات فرج کے گرد گھما کر ایک اور مخلوط الحواس، انسانیت کو گمراہ کر کے مر گیا۔ یہودی ہونے کے باوجود بعد از موت راکھ کر کے ایک پیالے میں لندن میں اس کی باقیات 'ہباء منثورا' پڑی ہے.....
 پراگندہ دھول سے اعمال کی کہانی سناتی ہوئی! 'اللهم اعدنا من ذلك'۔

ہم فتنہ دجال کے عہد میں جی رہے ہیں۔ گلوبل ویلج میں سیکولرازم، الحاد، بے دینی، بے حیائی، دنیا پرستی اور نفس پرستی، ظلم و جہل کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے نام پر گمراہی بہت مہنگے داموں بک رہی اور خریدی جا رہی ہے۔ آپ کو اپنا حقیقی مستقبل..... زندگی بعد موت، بچانے کے لیے ایمان و استقامت پر بہت محنت کرنی ہو گی۔ دجال کا ناہے۔ یعنی یک چشم..... موجودہ تہذیب کی بینائی بھی ادھوری ہے۔ دنیا اور آخرت..... دو حقائق ہیں۔ انھیں صرف دنیا نظر آتی ہے۔ آخرت نہیں۔ جسم اور روح..... دو حقائق ہیں..... انھیں صرف جسم بارے پتہ ہے روح جو اصل ہے جسے موت کے بعد ایک اور زندگی کا برزخ (قبر) میں سامنا ہے۔ اور جسے روز قیامت دوبارہ جسم کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا..... اس کی کوئی ادنیٰ ترین خبر ان کے پاس نہیں۔ رحمن اور شیطان..... دو ہیں..... ایک رب خالق مالک عین حق..... دوسرا دھوکا، دجل، فریب سراپ میں انسان کو بہکا بھٹکا کر برباد کرنے والا دشمن۔ یہ رحمن کو نہیں جانتے پہچانتے۔ کندھوں پر مامور فرشتوں تک ان کی رسائی نہیں..... دور کیا جانا! چاند کی خبر لانے والے، سیٹلائٹوں سے چیونٹی کی خبر رکھنے والے ملک الموت کی آمد تو درکنار، زلزلوں، طوفانوں کے تھیٹروں (Hurricanes) کے آگے بے بس ہو جاتے ہیں! ہاتھیوں کو سونامی کی خبر ان سے پہلے ہو گئی اور وہ علاقہ چھوڑ گئے۔ فرشتوں، جنات اور

غیب تک رسائی تو بعید بالکل بعید! اسی لیے اللہ پوچھتا ہے..... **السم نجعل له عینین ولسانا وشفیتین** 'کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔' **وہدینہ النجدین** 'اور دونوں نمایاں راستے (نیکی اور بدی، ایمان اور کفر) اسے دکھا نہیں دیئے۔' (البلد ۸-۱۰) 'اے مسلمان! تم تو کانے نہیں ہو! دنیا آخرت دونوں پڑھا دیے گئے۔ ایمان و کفر دونوں راہیں قرآن، نبی اور پھر صحابہؓ نے بھی چل کر دکھا دیں۔ یہ زبان اور دو ہونٹ اظہارِ حق پر خاموش کیوں ہیں؟ دنیا میں تڑتڑ گفتگو کرنے والے باطل کی نفی اور حق کے اثبات و پرچار پر گونگے کا گڑ کھا کر کیوں بیٹھے ہیں؟ اصل علم کے وارث آپ ہیں۔ مسلمان!

دنیا کی ابتدا..... حضرت آدمؑ..... تخلیقِ آدم اور ہبوطِ آدم، زمین پر علمِ الاشیاء، علمِ الاسماء اور نبوت، دونوں علوم لے کر اترنے والے معزز باپ کی کہانی ہمیں معلوم ہے..... ان کے ہاں کا انسان جہالت کے گھپ اندھیروں میں غاروں میں برہنہ پھرتا زندگی کی ابتدا کرتا ہے..... ابتدا بھی غلط انتہا بھی..... ماضی بھی کذب، حال بھی، مستقبل نامعلوم! ہمارے علم کا منبع، مصدر وہ کتاب ہے جو خود خالق نے بھیجی ہے..... لا ریب فیہ..... جس میں کوئی شک نہیں۔ دنیا کی کوئی ایک کتاب بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتی! دنیا کی انتہا بھی ہمیں معلوم ہے۔ انسانی تاریخ کے مختلف ادوار، اس کی بڑی بڑی شخصیات، اقوام ان کے اعمال ان کا انجام ہمیں خود رب نے پڑھا دیا ہے۔ تنگ نظر، کنویں کے مینڈک ہیں یہ ماہرینِ علم! ہماری نگاہ ماضی بعید ترین تا مستقبل بعید ترین کا احاطہ کرتی ہے! ہم قومیتوں، رنگ، نسل، زبان، ذات پات، جھڑپے کے قیدی نہیں۔ ہم آدمؑ و نوحؑ کے بیٹے..... ابراہیمؑ و محمدؑ کے بیٹے..... موسیٰؑ و ہارونؑ کے بھتیجے..... سب نبی ہمارے!

انسانیت کلمہ پڑھتی جاتی ہے اور ہمارے قبیلے برداری کا حصہ بنتی ہمیں جی جان سے عزیز ہوتی جاتی ہے۔ شرق تا غرب ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست! ہر زمین ہماری ہر زبان ہماری، ہر رنگ نسل ہماری۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا!

ہم انسانیت کو دنیا میں بھی اسلام کے حیات بخش نظامِ زندگی تلے لا کر ظلم جبر اور استحصال سے بچانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ ہمیں انسانوں کو آخرت میں بھی جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ اٹھیے! اپنا آپ پہچانیے اپنا مشن جانیے پورا کیجیے آپ سو رہے تھے دنیا جہنم زار بن گئی۔ ہمیں اپنا آپ اپنی قبر، اپنی آخرت بھی بچانی ہے دنیا کی بھی انسانیت کو دجل، فریب کے اس نظام سے نکالنا ہے تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے! اور یہ کہ۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے

مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

اپنے اندر آباد دنیاؤں کو پہچانئے قرآن اٹھائیے۔ وقت تھوڑا ہے اور کام

بہت۔

کیا کریں۔ کہاں سے شروع کریں؟

ایسا نہیں ہے کہ آخرت بنانے کے لیے ترکِ دنیا کرنی ہوگی۔ نہیں لیکن غرقِ دنیا بھی نہیں۔ رہنا اسی دنیا میں ہے مگر دل دنیا کو نہیں دینا یہ سب سے قیمتی متاع ہے جو اللہ کے حضور پیش ہونی ہے۔ دل کی کیفیت (Quality) پر آخرت موقوف ہے: 'مجھے اس دن رسوا نہ کر جس دن سب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ وہ دن

جب نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد۔ بجز اُس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔ (الشعراء ۸۷-۸۹)

حضرت ابراہیمؑ دعا کر رہے ہیں اور قلب سلیم..... صحیح سالم دل، گناہ کے دھبوں سے پاک۔ کفر و شرک اللہ کی نافرمانی، فسق و فجور سے پاک۔ کامیابی اسی پر ہے۔ ورنہ ارب پتی بھی کنگال ہوگا وہاں۔ مال کی کوئی حیثیت نہ ہوگی (جیسے اربوں روپے کے نوٹ برطانیہ میں ایک پانی کی بوتل خریدنے کے قابل بھی نہیں بنا سکتے! اسی طرح آخرت کی کرنسی اعمال ہے۔ مال نہیں) بیٹے..... بھلے گورنر لگے ہوں یا اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بن جائیں..... آخرت میں بے وقعت، سفارش بھی نہ کر سکیں گے۔ (الا حافظ ہوں یا شہید یا متقی صالحین!)

دل بچا لیجیے..... دنیا میں کیسے رہنا ہے؟

بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں

اہل جنت بتاتے ہیں یہ راز جنت میں بیٹھ کر:

’یہ کہیں گے کہ ہم پہلے (یعنی دنیا میں) اپنے گھر والوں میں ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر کار اللہ نے ہم پر فضل کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی اہوا کے عذاب سے بچا لیا۔ اور یہ کہ ہم پچھلی زندگی میں اسی سے دعائیں مانگتے تھے۔ وہ واقعی بڑا ہی محسن اور رحیم ہے۔‘ (الطور ۲۶-۲۸) یہ ایک رویہ تھا۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے احتیاط سے، حد شکنی سے بچتے، گناہ سے رکتے ہوئے گھر والوں کے بیچ رہنا۔ دوسرا رویہ بھی اللہ نے بتا دیا۔ بے توجہ ہو گئے، بھول گئے۔ جیو جیسے چاہو۔ مزے ہی مزے تو منظر یکسر بدل گیا۔ ’رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو

پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔ وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ اسے پلٹنا نہیں ہے۔ پلٹنا کیسے نہ تھا۔ اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔ (الانشقاق ۱۰-۱۵) یہ وہ ہے جو فیل ہوا۔ نتیجہ بائیں ہاتھ میں تھمایا جانے لگا تو گھبرا کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اعمال نامہ پکڑنا ہی نہ چاہ رہا تھا۔ موت کو پکارے گا مایوسی (Desperation) کی انتہا پر۔ مگر اب تو موت کو موت آگئی! 'یہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا'۔ بلہ گلہ، باؤ ہو، کھیل تماشا، ناچ مزے، حرام خوریاں کر کے بال بچوں کو عیش کروا رہا تھا۔ اللہ سے بے نیاز، بے خوف ہو کر دنیا ٹنڈھانے میں مگن تھا۔ بھول گیا تھا موت کو۔ اللہ کے حضور کھڑے ہونے کو۔ جنت کو، دوزخ کو، بھول جانے سے حقیقت نہیں بدلتی!

سچی توبہ:

اللہ ہمارے پلٹنے کا منتظر ہے۔ ستر ماؤں سے زیادہ ہمیں چاہتا ہے۔ ہمیں نئی زندگی شروع کرنی ہے۔ اپنا کلمہ خود پڑھنا ہے۔ یعنی لاشعور سے شعور میں لا کر اللہ کی بندگی اور غلامی کا تجدید عہد کرنا ہے۔ "اللہ آپ کے ہاتھ پر از سر نو مسلمان ہو رہا ہوں۔ نئی زندگی، نیا سفر شروع کر رہا ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ..... پچھلے پورے طرز زندگی، مشاغل اور چاہتوں کا انکار! لا..... کہہ کر سب مٹا رہا ہوں..... اب بندگی، غلامی، حکم براری، طرز حیات تجھ سے پوچھ کر طے ہوگا۔ تیری اجازت اور تیرے حکم کا پابند ہوں گا۔ تیرے نبی کے طریقے پر چلوں گا۔ یہ سر رکوع اور سجدے میں جھکے گا تو میری روح کارواں رواں بھی تیرے احکام کے آگے سجدہ ریز ہوگا۔ ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین"، "میرا جینا میرا مرنا میری نمازیں میری قربانیاں سب تیرے لیے یارب العالمین! تیری اطاعت اور نبی کا اتباع۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یہ ہے نئی زندگی کا اسلوب۔ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فریاد کننا ہوا: ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! آپ نے فرمایا: یہ کلمات کہو۔ اس نے کہے آپ نے فرمایا: پھر کہو۔ اس نے دوبارہ کہے۔ فرمایا: پھر کہو۔ اس نے تیسری مرتبہ کہے۔ فرمایا: کھڑے ہو جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیے گئے۔ آئیے ہم بھی تین مرتبہ کہیں:

‘اللهم مغفرتك اوسع من ذنوبي ورحمتك ارجى عندى من عملى’، ”میرے اللہ! تیری مغفرت میرے تمام گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے نہ کہ اپنے عمل کا۔“ (حاکم، عن جابر بن عبد اللہ)

اللہ کی رحمت کی وسعت دیکھیے: ’الایہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو۔ ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ جو شخص توبہ کر کے نیک عملی اختیار کرتا ہے وہ تو اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے۔‘ (الفرقان ۷۰-۷۱)

مایوس انسان تو ابلیس بن جاتا ہے جبکہ اللہ کے در پر مایوسی ناامیدی نہیں۔ یہ عام معافی کا اعلان ہے۔ سچی توبہ کر کے پلٹنے پر نامہ اعمال سے نہ صرف وہ قصور کاٹ دیے جائیں گے جو اس نے کفر و گناہ کی زندگی میں کیے تھے بلکہ ان کی جگہ..... ہر گناہ کی جگہ بغاوت و نافرمانی چھوڑ دینے کی نیکی لکھ دی جائے گی۔ وہ جب جب پچھلے گناہوں پر شرمسار و نادام ہوگا۔ اتنی ہی بھلائیاں، نیکیاں پچھلی برائیوں کی جگہ لے لیں گی۔ کچھ صدقہ بھی نکالا جاسکتا ہے توبہ کے ساتھ۔ صدقہ اللہ کے غضب کو دور کرتا ہے۔

اب کرنے کے کام:

سب سے پہلے فرائض کی ادائیگی لازم ہے۔ نماز کے بغیر اسلام کون سا؟ جہنم کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جانے کا آسان طریقہ ترکِ نماز ہے۔ (عیاذ باللہ) یہ جو مرنجاں مرنج اسلام ہمارے ہاں ہے بلا نماز، بلا فرائض..... اس بے حسی کو دیکھتے ہوئے ایسی بات کہنی پڑتی ہے۔ سورۃ المدثر دیکھ لیجیے۔ اہل جنت مجرموں سے پوچھیں گے۔ 'ماسلکم فی سقر'..... تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی..... وہ کہیں گے 'ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔' (۴۳) مرد کے لیے مسجد کی نماز پانچ وقت لازم ہے۔ زنا نہ نماز نہیں چلے گی (گھر پر)۔

زکوٰۃ اگر فرض ہے (شرط نصاب پوری ہو) تو فوراً ادا ایگی شروع کی جائے۔ ساتھ ساتھ پچھلا فرضہ اتارنے کی سبیل بھی ہو جائے گی۔ حج اگر استطاعت ہے (اگر زمین میں دفن ہے صورتِ پلاٹ تو نکال لیے) تو ادا کیا جائے گا۔ رمضان کے روزے، عورت کے لیے پردہ فرض ہے۔ یہ نفل یا مستحب نہیں ہے جسے چھوڑا جاسکے۔ قرآن میں اللہ کا حکم ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ رنگ برنگے کپڑوں پر نیم دلانہ سر ڈھانپنے کا نام پردہ نہیں ہے۔ پوری زینت، لباس پر عبایا یا بڑی مکمل سادہ چادر ہوگی۔ تفصیل سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کے احکام اور تفسیر سے، علماء سے پوچھی جاسکتی، سمجھی جاسکتی ہیں۔ قرآن، حدیث کا علم فرض ہے۔ ہم دنیا کے علم کو فرض سمجھے بیٹھے ہیں اور ایم اے، پی ایچ ڈی کر کے ادا ایگی فرض سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ تمام فرائض کا علم مفصل وضو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پردہ، رزقِ حلال، والدین، اولاد، زوجین کے حقوق و فرائض، غرض ایک مکمل فرمانبرداری کی زندگی گزارنے کے لیے علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد، عورت پر فرض ہے! رزقِ حلال کا حصول بھی فرض ہے کیونکہ رزق کی حلت و حرمت پر اعمال کی قبولیت کا دار و مدار ہے۔ رزق ناپاک ہو تو نماز، زکوٰۃ، حج تک رد ہو جائے گا۔ کیونکہ..... 'اللہ پاک ہے اور صرف پاک (مال) قبول کرتا

ہے' (حدیث)۔ حقوق العباد کے فرائض کی ادائیگی کی فکر ہوگی۔ فرض رشتوں، رحم کے رشتوں کا قائم رکھنا۔ حق ادا کرنا، قطع رحمی سے بچنا، وراثت میں غلط فیصلہ کر کے جہنم کا سامان کرنے سے بچنا۔ غرض یہ تصور کہ حقوق اللہ ادا کر لو کافی ہے اللہ معاف کر دے گا۔ یا یہ کہ حقوق العباد پورے کر رہے ہیں۔ نماز، پردہ، روزہ نہیں کرتے..... اللہ معاف کر دے گا..... سنگین غلط فہمی ہے۔ دونوں کے فرائض میں پاس ہونا لازم ہے۔

نئی زندگی شروع کرنے میں دوستی / صحبت (Company)

کی اہمیت:

خدا بیزاریا اسلام بیزاریا کھالے پی لے لے جی لے نوعیت کی دوستیاں آخرت برباد کرنے کا سامان ہوتی ہیں۔ مثلاً دیکھ لیجیے: 'اس روز حقیقی بادشاہی رحمان کی ہوگی۔ اور وہ متکبرین کے لیے بڑا سخت دن ہوگا۔ ظالم انسان اپنا ہاتھ چبائے گا اور کہے گا۔ 'کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔ ہائے میری کم بختی۔ کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس کے بہکائے میں آ کر میں نے وہ نصیحت نہ مانی جو میرے پاس آئی تھی۔' (الفرقان ۲۷-۲۹)

آپ نے کوئی کتاب پڑھی، کسی نے دین کی بات سمجھائی۔ کسی درس میں گئے۔ اب آپ پلٹ کر اگر ان لوگوں کے درمیان جا بیٹھے جن کے دل کا حال یہ ہے۔ 'قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ ہیں کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جو تازہ نصیحت آتی ہے اس کو بہ تکلف سنتے ہیں (بے نیازی کے ساتھ) اور کھیل میں پڑے رہتے ہیں۔ دل ان کے (دوسری ہی فکروں میں) منہمک ہیں۔' (الانبیاء ۱-۲) ان کے لیے اللہ کہتا ہے۔ 'بعید نہیں کہ ایک وقت وہ آ جائے جب

وہی لوگ جنہوں نے آج (دعوت اسلام قبول کرنے، اسلام کی طرف پلٹنے سے) انکار کر دیا ہے۔ پچھتا پچھتا کر کہیں گے کہ کاش ہم نے سر تسلیم خم کر دیا ہوتا۔ (الحجر ۱-۲)

آپ پگھلے ہوئے دل کے ساتھ ان لوگوں کے پاس بیٹھے جو زندگی کے کھیل تماشوں میں لگن ہیں تو وہ آپ کو دلائل، تمسخر اور طعنوں سے بھی اس راہ سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ الفرقان اور الانبیاء کی آیات کے تناظر میں۔ کل یہ وقت تو سب ہی پر آنا ہے جو الحجر میں دکھایا گیا مگر فیصلہ کن گھڑی آج ہے کل نہ ہوگی۔ کل صرف دودھ کی الٹ گئی دیکھی اور پھیلے گرے دودھ پر رونا باقی رہ جائے گا..... لو.....! کاش! جو آپ کا اس راہ پر ساتھ دینے کو تیار نہ ہو اس کے لیے آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ذرہم! چھوڑ دو انہیں..... کھائیں پیئیں مزے کریں اور بھلا دے میں ڈالے رکھے انہیں جھوٹی امید، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔ (الحجر ۳)

ہم باقی ماندہ مہلت عمل میں توجہ کا مرکز اعمال کو بنائیں گے۔ وہ کمائی جو میرے ساتھ جائے گی۔ قبر میں اکیلے اترنا ہے۔ حدیث میں مذکور خوبصورت نوجوان جو تسلیاں دیتا اور ہمت بڑھاتا ہے وہ حسن عمل ہی تو ہے۔ تنہائی اور وحشت کے اس گھر میں۔ دوسرا ساتھی قبر کی وحشتوں کا قرآن ہے۔ اللہم انس و حشتی فی قبری.... والی دعا کے مطابق کہ یا اللہ اسے میری قبر کی وحشت کا مونس و غم خوار بنا دے۔ اس کے ذریعے مجھ پر رحم فرما دے۔ اسے میرے لیے (آج) امام اور نور و ہدایت و رحمت (دنیا و آخرت کے لیے) بنا دے۔ لہذا انصابِ عمل کے طور پر قرآن سے چٹنا۔

واعتصموا باللہ... واعتصموا بحبل اللہ... اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔

اس کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ اس وابستگی کے لیے قرآن سے وابستگی ضروری ہے، اسے امام و رہنما بنانا۔ اس سے پوچھ پوچھ کر چلنا۔ اس کی پیروی کے لیے دامنِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم سے چٹنا..... وما انکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ
فانتہوا..... جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیں وہ لے لو۔ جس سے منع فرما
دیں اس سے رک جاؤ۔ (الحشر) آپ کا حکم سرتا سر قبول کر لیں۔ یہ ہے حسن عمل.....
آئیے ایک حامل قرآن کو بھی دیکھ لیں..... اللہ کی محبوب جماعت کا یہ بندہ سالم مولیٰ ابی
حذیفہؓ ہیں۔ سیدہ عائشہؓ نے نہایت خوبصورت قرآن پڑھتے کسی کو سنا اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے تعریف فرمائی۔ آپ اسی وقت تشریف لے گئے مسجد نبوی..... یہ دیکھنے کہ
کون پڑھ رہا ہے..... وہاں سالم..... ابی حذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام تلاوت فرما رہے
تھے۔ آپ سنتے رہے۔ بہت تحسین فرمائی: 'شکر ہے اس خدا کا جس نے اس امت میں
تم جیسے قرآن پڑھنے والے دیے..... یہ وہی صحابیؓ ہیں جن کے ایمان و تقویٰ کو یاد
کرتے ہوئے سیدنا عمرؓ نے وقت و وفات خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے فرمایا تھا کہ اگر
سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ زندہ ہوتے تو ان کے حق میں وصیت کرتا! یہ قرآن پڑھنے والے
حامل قرآن صرف خوش الحان نہ تھے۔ انھیں دیکھیے جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف
جنگ یمامہ میں..... گھمسان کارن پڑا ہے..... سالم ایک مشکل جگہ جھنڈا اٹھائے قدم
جمائے کھڑے ہیں۔ لوگوں نے انھیں وہاں سے ہٹ جانے کو کہا۔ ان کی جان سب ہی
کو عزیز تھی۔ کہنے لگے میں بہت برا حامل قرآن ہوں گا اگر جم کر نہ لڑوں۔ پھر ایک
بازو کٹ گیا۔ جھنڈا دوسرے میں تھام لیا۔ دوسرا کٹ گیا۔ جھنڈا جیسے تیسے گریبان میں
پھنسا لیا۔ یہاں تک کہ گردن اڑ گئی! حامل قرآن! جس صداقت کے لیے جیئے اسی پر
جان دے دی۔ بات صرف تجوید و قرأت اور لحن کی نہیں ہے۔

حق نے عالم اس صداقت کے لیے پیدا کیا

اور مجھے اس کی حفاظت کے لیے پیدا کیا!

حافظ قرآن، حامل قرآن صرف جہاد فی سبیل اللہ کی ۴۸۵ آیات کی تلاوت محض تلاوت اور پھر فرار کی تاویل میں کھینچ کر تارخست نہیں ہو گیا۔ جس حق کی تلاوت کی اسی پر جان بھی نچھاور کر دی۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جنت مہنگا سودا ہے۔ بیخ ستارہ ہوٹل کے صرف ایک کمرے میں تو ایک رات گزارنے کے لیے..... (مالک بن جانے کے لیے نہیں) بیس ہزار روپے دے ڈالیں (اور اس کے کھانے سے (کبھی کبھار) ڈاڑیا بھی ہو جائے!) تو اللہ کی ملٹی بلین (ار بوں کھربوں) سٹار جنت مفت ہاتھ آ جائے؟

آخری اعمال کی فکر کیجیے:

آخری اعمال اہم ہیں۔ 'الاعمال بالخواتیم' اعمال کا دار و مدار آخری اعمال پر ہے۔ مثلاً..... ایک شخص حالت احرام میں گرا اور انتقال کر گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسے اسی طرح دفنا دو یہ آخرت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا! اسی طرح شہید آخرت کے دن اپنے رستے زخم کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس سے خون بہہ رہا ہوگا۔ اور خوشبو مشک کی ہوگی! اسی طرح عیاذاً باللہ خودکشی کرنے والا جس کیفیت میں اپنی جان لے گا اسی طرح خود کو قتل کرتا کرتا دوبارہ اٹھے گا۔ اسی پر قیاس کر لیجیے۔ مہندی میں ناچنے والا، شراب پینے والا، غلط کاری میں مبتلا، بے پردگی، اختلاط دن رات فلموں ڈراموں گانوں سے چمٹا رہنے والا.....؟ موت تو کبھی بھی..... کہیں بھی آ سکتی ہے! اللہ خاتمہ بالا ایمان بہترین اعمال پر کرے۔

اللہم اجعل خیر عمری آخرہ و خیر عملی خواتیمہ و
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خیر ایامی یوم القاک فیہ -

یا اللہ بہترین عمر میری آخری عمر کر دے، بہترین اعمال میرے آخری اعمال ہوں اور میرا بہترین دن وہ ہو جب میں تجھ سے آ کر ملوں۔ (آمین)

سب سے زیادہ ناکام و نامراد کون؟

”کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا۔ اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔ ان کی جزا جہنم ہے اس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کر رہے۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کی میزبانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی وہاں سے نکل کر کہیں جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا۔“ (الکہف ۱۰۳-۱۰۸)

نصابی کتب (قرآن و حدیث) بند رکھ کر زندگی کے امتحان کے من مانے خود ساختہ جوابات دیتے ہی چلے جانے کا انجام خوفناک ہی ہوگا۔ سارے جواب غلط..... پورا پرچہ ضائع..... بے وقعت..... بے وزن..... حقائق جھٹلانے سے حقائق بدل نہیں جاتے۔ سورج کا انکار کر دیں۔ سیاہ پردے ڈال دیں۔ سیاہ پٹیاں، کھوپے آنکھوں پر چڑھا دیں۔ چمکتا ہوا سورج اور دمکتا ہوا دن جوں کا توں موجود رہے گا۔ پیشی کا یقین نہ کرنے، اسلام کا، مولویوں کا مذاق اڑانے سے وہ دن تو نہیں ٹلے گا۔ جب آئے گا تو

اے جلوس ساری ناکامیاں، نامرادیاں لے کر آئے گا..... فسوف یدعوا ثورا
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ویصلی سعیرا، پھر وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔ کیا ہم اس کے متحمل ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں..... آئیے قرآن اٹھائیں اور تیاری میں جت جائیں..... مغفرت، کامیابی، کامرانی، آپ کی راہ تک رہی ہے! ان شاء اللہ



مصنفہ کی دیگر تصانیف

- | | | | |
|--------------------------|----------------------------------|--------------------------|-----------------------------|
| <input type="checkbox"/> | قرآن کی روشنی | <input type="checkbox"/> | میرا گھر |
| <input type="checkbox"/> | تصویر کائنات کے رنگ | <input type="checkbox"/> | اکیسویں صدی اور مسلمان عورت |
| <input type="checkbox"/> | قرآن پڑھیے | <input type="checkbox"/> | لباس کا خیال رکھیے |
| <input type="checkbox"/> | میں ایک نہیں دو | <input type="checkbox"/> | حج کیسے کریں |
| <input type="checkbox"/> | غم ہو تو ایسا | <input type="checkbox"/> | شان رسالت |
| <input type="checkbox"/> | ہم کیا منائیں..... کیا نہ منائیں | | |

- Beyond Pain (translation: *Gham ho to Aisa*)
- How to perform Hajj? (translation: *Hajj Kaise Karein*)
- The Drop and the Ocean: A Comparison Between Life in this World & the Next; How to Survive in Both!
(A Collection of Essays)

ای میل رابطہ: quranic.guidance@gmail.com

’ یہ ساری سچائیاں، حقائق گلوبل ویلج کے جاہل چوہدریوں کے پاس نہیں۔ اس حق کے وارث صرف ہم ہیں۔ کائنات کے خالق نے یہ راز (قرآن اور نبی کے ذریعے) ہمیں عطا کیا اور ہم پر فرض ٹھہرایا کہ ان پڑھ، نابلد، مادی دنیا کے اسیر انسانوں تک یہ علم حقیقی تم پہنچاؤ گے۔ ہمارا گناہ دوہرا ہے۔ خود گمراہ رہے (خدا نخواستہ) اور حق کو چھپایا۔ انتخاب کی مہلت ابھی باقی ہے۔ آج فیصلہ کر لیجیے واپس کس کے ساتھ جانا ہے؟ رحمت کے فرشتوں کے ساتھ یا عذاب کے فرشتوں کے ساتھ؟ بکنگ کروالیجیے! ابھی وقت ہے۔

’ واپسی کا مسافر دوسری دنیا اور پردہ غیب کے پیچھے کا منظر دیکھ رہا ہے۔ بہت جلد اسے یہ دنیا چھوڑ دینی ہے۔ پردہ گر جائے گا۔ اب وہ زندگی کے پہلے حصے (Phase) سے نکل کر زندگی کے دوسرے حصے میں داخل ہو رہا ہے جہاں روح اصل ہے۔ جسم بے معنی ہے۔ موت اسے نہیں آئی، صرف اس کے جسم (ڈبے) کو آئی ہے۔ وہ خود تمام محسوسات کے ساتھ زندہ ہے۔

فرشتہ موت کا چھوٹا ہے گو بدن تیرا

تیرے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے ۹